

إِنَّ الْفَضْلَ لِلَّهِ هُمُ الْمُنْتَفِعُونَ بِمَا جَاءُوا بِهِمْ
عَسَىٰ يُبْغِثَ لَكَ بِمَا جَاءُوا بِهِمْ

جسٹریل
فیضان
ایڈیٹر
غلام نبی
فادیا
The ALFAZL QADIAN
فیضان
قیمت لائسنس ہونے کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rahwah

نمبر ۱۷ | مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء | یخشنبہ | مطابق جمادی الثانی ۱۳۵۰ء | جلد ۱۹

مسئلہ کشمیر کو فرقہ وارانہ خیالات کی وجہ سے ضعف

پہنچانا

اسلام کے ساتھ غداری ہے

چاہتے ہیں کہ اگر اس قسم کی کوئی صورت حالات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تو اسلامی مفاد کو نظر رکھتے ہوئے پوری شدت کے ساتھ اس کا مقابلہ کریں گے۔ ہمیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اب تک مختلف قومی تحریکات میں جب کہیں مسلمانوں نے شہداء اور متحدہ طور پر ہم آہنگ ہو کر پوری قومی طاقت کے ساتھ کسی قوم کو نافذ کیا ہے تو اللہ قانے کی طرف سے ہمیشہ نفع و نفع دہشت نے ان کا خیر مقدم کیا ہے۔ مسئلہ کشمیر میں اتحاد ہی کا سیاسی کی کوئی ہے۔ مسئلہ کشمیر ایک قوم کا نشانہ اسلامی مسئلہ ہے۔ کسی قوم کے

بعض مضبوط قرائن سے یہ اندیشہ پیدا ہو رہا ہے کہ حکام ریاست کشمیر مسلمانوں کی قوت کو توڑنے کے لئے یہ حربہ استعمال کرنے کے درپے ہیں کہ ان کے اندر فرقہ وارانہ سوال پیدا کریں۔ ادویک ایسے ملک کو جو کچھ قوم امت مسلمہ کے مفاد سے تعلق رکھتا ہے فرقہ وارانہ رنگ دے کر کمزور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور مسلمانوں کے باہمی فرقہ وارانہ جذبات کو بھڑکا کر ان کے اتحاد و عمل کو نقصان پہنچایا جائے۔ اس لئے ہم محمد ان صاحبان کو جو اس وقت کشمیر میں اس مسئلہ کے بہت بڑے کشادہ کے مسئلہ میں مصروف عمل ہیں متفقہ کرنا

المنہج

حضرت خلیفہ المسیح الثانی علیہ السلام نے کوئٹہ میں اگلیا (Cochin) کی وجہ سے تعلق ہے۔ احباب و عار صحت و فائز۔ حسیدہ ام ظہر، حرم ثانی حضرت خلیفہ المسیح الثانی بھی صحت یاب ہیں ہوں۔ ان کے لئے بھی دعا کرتے ہیں۔

۱۵ اکتوبر خوش روز کی بادش ہوئی ہے
دعوت تبلیغ نے تقریب حقیقہ پر بہت سے اصحاب کو دعوت طعام دی ہے۔

فرقہ وارانہ خیالات کی وجہ سے اس کو کسی قسم کا شغف پہنچنا اسلام کے ساتھ قدری کے مترادف ہے۔ اگر ہمیں امید واثق ہے کہ ریاست ہمارے ہاں اس قسم کی کمزوری پیدا کرنے میں ناکام آجگی۔ اور اس کی طرف سے اس آخری حربے کے بالمقابل بھی مسلمان اپنی اسلامی صلاحیت کا ثبوت دیں گے۔

مولوی طفر علی اور مسلمان کشمیر

موزعاً مسیحا سے اپنے ۱۵ اکتوبر کے پرچہ میں یہ سطور شائع کی ہیں:-

میری گزشتہ ۱۳ اکتوبر (سیاست کا خاص شمار) آج مولوی طفر علی آف زمیندار جامع مسجد میں گئے۔ لیکن مسلمانوں نے یہ کھلم کھلی دہاں سے نکل جانے کو کہا۔ کہ ہمیں آپ کی راہ نمائی کی ضرورت نہیں۔ آپ ہمارے نمائندے نہیں ہیں۔ اور نہ ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ اس پر آپ اپنا ساموئیل کے کمرے سے باہر نکل آئے۔ لوگوں نے انہیں ایک افغان تک بھی بولنے نہ دیا۔

معاملات کشمیر کے متعلق ضروری اعلان

افضل ایک ہفتہ تک خاموش رہے گا

اگرچہ اس وقت تک معاملات کشمیر کے متعلق افضل میں جو کچھ شائع کیا گیا ہے۔ وہ مصدقہ اطلاعات کی بناء پر پوری احتیاط کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ مارشل لا کے منسوخ ہونے کے بعد ریاست مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات پر غور کرنے کی طرف متوجہ ہو رہی ہے۔ اور مسلمان نمائندگان اپنے مطالبات پیش کر رہے ہیں۔ جس کے لئے پرسکون فضا کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہم معززین کشمیر کی استدعا پر اعلان کرتے ہیں کہ اس پرچہ کی اشاعت سے لے کر ایک ہفتہ تک ہم کشمیر کے متعلق کوئی ایسا مضمون یا خبر شائع نہ کریں گے جو مسلمانوں میں بے چینی اور اضطراب پیدا کر کے مدائے احتجاج بلند کرنے کا موجب ہو۔ اور انتظار کریں گے کہ ریاست مسلمانوں کی مظلومیت اور ان کے حقوق کے متعلق کیا ردیہ اختیار کرتی ہے۔

اس دوران میں اگر خدا نخواستہ مسلمانوں کو کوئی ناگوار واقعہ بھی پیش آگیا۔ تو اس کی اشاعت یا تو ہم ایک ہفتہ تک ملتوی کر دیں گے۔ یا اضطراب پیدا کرنے والا حصہ چھوڑ کر صرف خبر کے طور پر اسے درج کر دیں گے۔ چونکہ اس ساری جدوجہد کی غرض مسلمان کشمیر کی مظلومیت کے خلاف آواز اٹھانا۔ اور انہیں جائز حقوق دلانا ہے۔ اس لئے جبکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مقصد کو چند دن خاموش رہنے سے فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ تو ہم ایک ہفتہ کے لئے بخوشی اپنی سرگرمیوں کو ملتوی کرتے ہیں۔ اس کے بعد جو صورت حالات ہوگی۔ اس کے مطابق طریق عمل اختیار کیا جائے گا۔ وہ اصحاب جن کے معاملات کشمیر کے متعلق بہت سے مراسلات ہمارے پاس اشاعت کے لئے پہنچے ہوئے ہیں۔ یا جو آئندہ ارسال فرمائیں گے۔ اگر وہ مذکورہ بالا شق کے ماتحت آتے ہوں گے۔ تو ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس اعلان کے مطابق ایک ہفتہ تک ان کی اشاعت ہمیں معذور سمجھیں۔ البتہ حالات کشمیر کے متعلق یا مسلمانوں کی تعلیم یا صلح کی گفتگو کے متعلق عام خبریں اور حالات باقاعدہ ارسال فرماتے رہیں۔ جو جلد سے جلد شائع کر دیے جائیں گے۔ ان شائع ہونے سے انوں کی توجہ قائم رہے گی۔ اور نئے طریق کار سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ خاکسار ایڈیٹر افضل۔

- ۱۔ دھان بہادر (رجیم بخش)۔ ۲۔
- ۳۔ میاں نظام الدین۔ ۴۔ میاں
- ۵۔ عبدالعزیز ریڈیٹل لاہور
- ۶۔ میونسپل کمیٹی (م)۔ دھان بہادر
- ۷۔ امیر الدین میونسپل کونسلر۔ ۸۔
- ۹۔ مولانا مولوی محمد علی ریڈیٹل
- ۱۰۔ احمدیہ انجمن شاعت اسلام لاہور
- ۱۱۔ سید اکبر خلیفہ شجاع الدین۔
- ۱۲۔ بیرسٹریٹ۔ ۱۳۔ سید بخش
- ۱۴۔ ایڈووکیٹ۔ ۱۵۔ ریڈیٹل مرزا
- ۱۶۔ یعقوب بیگ۔ میونسپل کونسلر۔ ۱۷۔
- ۱۸۔ مولانا صدر الدین بی۔ لے۔ جانی
- ۱۹۔ آذری سکریٹری احمدیہ انجمن شاعت
- ۲۰۔ اسلام لاہور۔ ۲۱۔ مولانا غلام شہر
- ۲۲۔ مولوی (غلام محی الدین
- ۲۳۔ ایڈووکیٹ سیکریٹری انجمن
- ۲۴۔ حمایت اسلام لاہور۔ ۲۵۔ شیخ
- ۲۶۔ غلام اللہ۔ ایڈووکیٹ سیکریٹری
- ۲۷۔ انجمن حمایت اسلام لاہور۔ ۲۸۔
- ۲۹۔ پروفیسر سید عبدالقادر
- ۳۰۔ پروفیسر خواجہ دل محمد
- ۳۱۔ مولانا حمید الحیدر ساکت
- ۳۲۔ ڈی۔ ای۔ ڈی۔ انقلاب لاہور
- ۳۳۔ خلیفہ الحجیہ تک ایڈیٹر اشاعت
- ۳۴۔ ٹائمر۔ ۳۵۔ مولوی محمد یعقوب
- ۳۶۔ خان ایڈیٹر دی لائٹ۔ ۳۷۔
- ۳۸۔ ایم (ڈر ایٹق آف
- ۳۹۔ سلم اوٹ لک ۱۹۹۹ (دھان بہادر)
- ۴۰۔ آغا سید مراتب علی شاہ۔ ۴۱۔
- ۴۲۔ چودھری۔ عبدالکریم میونسپل کونسلر
- ۴۳۔ (امیں) حسن الدین (میونسپل
- ۴۴۔ کونسلر)۔ ۴۵۔ سید سردار شاہ
- ۴۶۔ دھان بہادر (میونسپل کونسلر)

مولوی طفر علی اور مسلمان کشمیر

کی جہتی

۱۔ اسوجہ سے کہ مولوی طفر علی کشمیر کے مسلمانوں میں بے چینی اور اضطراب پیدا کرنے کا مقصد ہے۔ ۲۔ اسوجہ سے کہ مولوی طفر علی کشمیر کے مسلمانوں کی مظلومیت اور ان کے حقوق کے متعلق کوئی ایسا مضمون یا خبر شائع نہ کریں گے جو مسلمانوں میں بے چینی اور اضطراب پیدا کر کے مدائے احتجاج بلند کرنے کا موجب ہو۔ اور انتظار کریں گے کہ ریاست مسلمانوں کی مظلومیت اور ان کے حقوق کے متعلق کیا ردیہ اختیار کرتی ہے۔ ۳۔ اسوجہ سے کہ مولوی طفر علی کشمیر کے مسلمانوں کو کوئی ناگوار واقعہ بھی پیش آگیا۔ تو اس کی اشاعت یا تو ہم ایک ہفتہ تک ملتوی کر دیں گے۔ یا اضطراب پیدا کرنے والا حصہ چھوڑ کر صرف خبر کے طور پر اسے درج کر دیں گے۔ ۴۔ اسوجہ سے کہ مولوی طفر علی کشمیر کے مسلمانوں کی مظلومیت کے خلاف آواز اٹھانا۔ اور انہیں جائز حقوق دلانا ہے۔ اس لئے جبکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مقصد کو چند دن خاموش رہنے سے فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ تو ہم ایک ہفتہ کے لئے بخوشی اپنی سرگرمیوں کو ملتوی کرتے ہیں۔ اس کے بعد جو صورت حالات ہوگی۔ اس کے مطابق طریق عمل اختیار کیا جائے گا۔ وہ اصحاب جن کے معاملات کشمیر کے متعلق بہت سے مراسلات ہمارے پاس اشاعت کے لئے پہنچے ہوئے ہیں۔ یا جو آئندہ ارسال فرمائیں گے۔ اگر وہ مذکورہ بالا شق کے ماتحت آتے ہوں گے۔ تو ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس اعلان کے مطابق ایک ہفتہ تک ان کی اشاعت ہمیں معذور سمجھیں۔ البتہ حالات کشمیر کے متعلق یا مسلمانوں کی تعلیم یا صلح کی گفتگو کے متعلق عام خبریں اور حالات باقاعدہ ارسال فرماتے رہیں۔ جو جلد سے جلد شائع کر دیے جائیں گے۔ ان شائع ہونے سے انوں کی توجہ قائم رہے گی۔ اور نئے طریق کار سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ خاکسار ایڈیٹر افضل۔

الفضل
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نمبر ۴۲ قادیان دارالامان مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء جلد ۱۹

گاندھی جی کا کواچک

دھوکہ دی اور فریب کاری کی ٹی

گاندھی جی جن طریقوں سے مسلمانوں کے حقوق کو نظر انداز کرنے اور عقلی ہیر پھیر میں رکھ کر انہیں مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک ان کا کواچک ہے۔ جسے وہ اس دعوے کے ساتھ پیش کرتے ہیں کہ مسلمان جو مطالبات چاہیں۔ اس میں لکھ دیں۔ میں بخوشی منظور کروں گا۔ ہندوستان کے بعد لندن میں کواچک اگرچہ ہندوستان میں اس کو رے چک کی حیثیت ان نامعلوم اور ناقابل عمل شرائط سے اچھی طرح واضح ہو چکی تھی جن کا گاندھی جی نے بعد میں اعادہ کیا۔ اور جن سے ثابت ہو گیا۔ کہ گاندھی جی کی غرض مسلمانوں کے حقوق تسلیم کرنا نہیں بلکہ ان میں پھوٹ ڈال کر اور ایک حصہ کو جسے انہوں نے کیشلٹ کا خطاب دے رکھا ہے۔ جو مسلمانوں کے مقابلہ میں کھڑا کر کے فساد پیدا کرنا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی سکھوں کو مسلمانوں کے ساتھ الجھا کر رام راج کے لئے راستہ صاف کرنا ہے۔ لیکن لندن پر پکڑ پکڑا ہوا دھوکہ دے کر اس کے ذریعہ اپنی مصلحت پسندی کا اعلان کیا۔ اور کہہ دیا۔

ہ میں ہمیشہ سے علانیہ کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے مطالبات دل سے ماننے کے لئے تیار ہوں۔ میں ایک مالی کاغذ پر دستخط کر کے مسلمانوں کو دے دوں گا۔ کہ وہ جو بات حق خیال کرتے ہیں لکھ دیں۔ پھر میں اس کے لئے لڑوں گا۔

حالانکہ یہ اعلان کرتے ہوئے اور نہ اس سے کبھی پہلے گاندھی جی کو مسلمانوں کے مطالبات ماننے کا خیال آیا۔ یہ محض ایک دھوکہ اور فریب تھا۔ جو نئے سرے سے اور نئی سرزمین میں پیش کیا گیا۔ کہ مسلمانوں کو اس پر سے پردہ اٹھ گیا۔ اور اصل حقیقت واضح ہو گئی۔

سمجھوتہ کے متعلق بے بنیاد خبریں

کو رے کاغذ کی چٹکیش پر بٹ سے لوگ اس دھوکہ میں پڑ گئے۔ کہ گاندھی جی نے مسلمانوں کے تمام مطالبات تسلیم کر کے ان سے سمجھوتہ کر لیا ہے۔ چنانچہ اس مطالبہ کی پے پے تاریخ ولایت سے آتی شروع ہو گئیں۔ اور بڑے دھوکے کے ساتھ بتایا گیا۔ کہ گاندھی جی نے ڈی فرامینڈی سے وہ سب باتیں منظور کر لی ہیں جن کے متعلق ہندو مسلمانوں میں اختلاف تھا۔ اور اس کے مقابلہ میں مسلمان نمائندوں نے یہ اقرار کیا ہے۔ کہ گورنمنٹ کے ساتھ کانگریس جب بھی جنگ کی طرح ڈالے گی جس کا ثبوت کچھ اسکاں ہے۔ تو مسلمان متفقہ طور پر کانگریس کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر لڑیں گے اور ہر قدم پر ہندوؤں کی امداد کریں گے۔

گاندھی جی کا ٹال مٹول

لیکن جلد ہی یہ سب باتیں بے بنیاد ثابت ہو گئیں۔ گاندھی جی کا کو رے کاغذ پر دستخط کر کے مسلمانوں کو اس لئے دیا۔ کہ وہ جو بات حق خیال کرتے ہیں لکھ دیں۔ رہا ایک طرف انہوں نے سفینہ کے متعلق اس وقت تک گفتگو کرنے سے ہی انکار کر دیا۔ جب تک ان کے معتد ذاکٹر انصاری کو مسلمان گورنمنٹ سے گول میز کانفرنس کا نام نہ ہو کر ولایت نہ ملے گا۔ چنانچہ جب سمجھوتہ کے متعلق گاندھی جی کی آمادگی کو ناشی ثابت کرنے کے لئے مسلمان نمائند ان سے ملے۔ اور گفتگو کی۔ تو گاندھی جی نے اس قسم کے بے بنیاد جواب دیئے جن سے مسلمان نمائندوں نے بالفاظ پر تاپ (ہم اکثر) یہ سمجھا۔ کہ ہمارا کام ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں۔ اس پر مسٹر جناح نے اس ڈرامہ کو ختم کرنے کے لئے گاندھی جی کے ہاتھ میں ایک پرہ کاغذ دیا جس پر لکھا تھا۔ کیا آپ کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ آپ ذاکٹر انصاری کی غیر حاضری میں مسلمانوں سے کوئی سمجھوتہ نہ کریں گے۔

اس کا جواب گاندھی جی نے یہ لکھ دیا۔ ہاں! ذاکٹر انصاری کے ہلانے کا مطالبہ سمجھ میں نہیں آتا۔ جب گاندھی جی بارہ ہندو مسلم سمجھوتہ کی ضرورت اور اہمیت کا اعلان کر چکے ہیں۔ اور ان ہندو کے مطالبات منظور ہونے کے لئے اسے فروری بتا چکے ہیں۔ اور یہ ان کے خیال میں بنیہ ذاکٹر انصاری کے ہونے نہیں سکتا تھا۔ تو کیوں گول میز کانفرنس میں اپنی شمولیت کے لئے جہاں انہوں نے سرگودھا کونسل کی تھی۔ اور کئی بار وارنٹس اور دوسرے اسٹا انفرس کی کوششوں کے چکر کاٹے تھے۔ وہاں ذاکٹر انصاری کے لئے بھی منظوری نہ حاصل کر لی۔ اور کیوں نہ ان کو اپنے ساتھ لے کر ہندوستان سے روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت تو انہیں سوائے اپنے لئے بکری کے دودھ کی بوتلوں اور چند لنگوٹوں کے اور کچھ یاد نہ تھا۔ اور ان کی کوشش یہ تھی۔ کہ انڈیا کرڈن ہونچ جائیں۔ لیکن اب جبکہ ہندو مسلم سمجھوتہ کا سوال پیش ہوا۔ اور وہ بھی ان کے جھوٹے اور بنیادی کورے چک کی چٹکیش سے۔ تو انہیں انصاری صاحب یاد آئے۔ اور ان کے ہلانے کی ذمہ داری انہوں نے مسلمانوں پر ڈال دی۔ مگر یہ نہ سمجھنا چاہئے۔ کہ اگر ذاکٹر انصاری صاحب لندن ہونچ جائیں۔ اور گاندھی جی کے مشورہ میں شریک ہو جائیں۔ تو پھر انہیں مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے اور ان کے مطالبات تسلیم کر لینے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ وہ اور بیسیوں پہلو ایسے نکال لیں گے۔ کہ ذاکٹر انصاری صاحب کی آمد بھی بالکل بے کار ہو کر رہ جائے۔ جتنے کہ اگر انصاری صاحب جنہیں ہندو مسلم سمجھوتہ کے سلسلہ میں اس وقت اتنی اہمیت دی جا رہی ہے کہ گاندھی جی اٹھ بیٹھے۔ اٹھ انصاری۔ اٹھ انصاری کی رٹ لگا رہے ہیں۔ وہ بھی کوئی ذرا غلط مشابہت کریں گے۔ تو انہیں پرے بٹھا دیا جائے گا۔

ناقابل عمل شرائط

غرض گاندھی جی ہندو مسلم سمجھوتہ کے متعلق لندن میں اپنی سابقہ ہتھکنڈوں سے ہی کام لے رہے ہیں۔ اور ان کے طریقہ عمل سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ ان کی غرض مسلمانوں سے سمجھوتہ کرنا نہیں۔ بلکہ دنیا کو دھوکہ دینا اور مسلمانوں کو آپس میں اور دوسری اقلیتوں کے ساتھ لڑانا ہے۔ وہ خوب سمجھتے ہیں۔ کہ سمجھوتہ کے متعلق جو شرائط مسلمانوں پر مانڈ کر رہے ہیں۔ وہ قطعاً ناقابل عمل ہیں۔ انہیں یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ ان شرائط کی موجودگی میں قطعاً ناممکن ہے۔ کہ کسی قسم کا سمجھوتہ ہو سکے۔ لیکن باوجود اس کے وہ کواچک پیش کرنے کا دھوکہ لے کر رہے ہیں۔ جو صریح دھوکہ دی اور فریب کاری نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ جس بات کے وقوع پذیر ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں۔ جو ایسی شرائط کے ساتھ مشروط ہے جن کا پورا ہونا محال ہے۔ اس پر اس قصہ کو

دینا۔ اور ساری دنیا میں اس کا ڈھنڈورا پیٹنا مانتا ہی
کی شان کے شایان ہو سکتا ہے۔ اور جو لوگ یہ سب کچھ سمجھتے ہوئے
اور ملے الامان اس کا اعتراف کرتے ہوئے گاندھی جی کو نئی
تہذیب کا پیغمبر، ملکبگ کے زمانہ میں سپائی، اہلسا اور تپ
کا اوتار، موجودہ دنیا کے اذکار کوئی انسان ہے۔ تو ہمارا
گاندھی ہے؟ "لانا ہی ہستی" وغیرہ وغیرہ قرار دے رہے ہیں
ان کی ذہنیت کا سمجھنا ناممکن ہے۔

عجیب بات

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ وہ شخص جس کی تعریف و توصیف
میں ہندو دین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں جس کی شان
میں تمام تعریفی کلمات استعمال کر رہے ہیں۔ اس کی ایک بڑے
اہم بین الاقوامی معاملہ میں یہ حالت ہے کہ وہ ظاہر کچھ کرتا ہے
اور پوشیدہ کچھ رکھتا ہے۔ وہ دنیا کو تو یہ بتانا چاہتا ہے۔
کہ مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے۔ اور ان کے تمام مطالبات
کے لئے اعلیٰ طور پر تیار ہے۔ لیکن دراصل ایسی چال چل رہا ہے
کہ سمجھوتہ کبھی ہو ہی نہ سکے۔ اور جب تک اس کی پیش کردہ شرائط
موجود ہیں۔ اس وقت تک ناممکن ہے۔ کہ سمجھوتہ ہو سکے۔

کورے جیک کے متعلق ہندوؤں کا خیال

یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ ان کے ثنا خواں بھی کہہ رہے ہیں
چنانچہ ان کے کورے جیک پر "پر تاپ" ہم رکتوبر نے جو
روشنی ڈالی ہے۔ اس میں گاندھی جی کی اصل شکل صفائی کے
ساتھ نظر آرہی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"ہمارا گاندھی نے مسلمانوں کو ملینک (کور) ایک پیش
کیا ہے۔ وہ اسے جس طرح چاہیں۔ بھر لیں۔ سڑ جیک اور سڑ
شاستری نے ان کے اس فعل کے خلاف پروٹسٹ کیا ہے۔
لیکن یہ گھبراہٹ کیوں۔ ہمارا گاندھی کا ایک کور ہے۔ اس سے
مسلمانوں کا بھی کچھ نہ بنے گا۔ جن شرطوں سے وہ مقید ہے
وہ اس کو کیش نہ ہونے دیں گی۔ ان کی پہلی شرط یہ ہے۔ کہ تمام
مسلمان متفق ہوں۔ اس شرط سے وہ اس وقت تک نہیں ہٹے
وہ اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ ڈاکٹر انصاری کو بلاؤ۔ پھر
فیصلہ ہوگا۔ جب ہمارا گاندھی ڈاکٹر انصاری پر اس قدر اعتبار
کر رہے ہیں۔ اور انہیں آسمان پر چڑھا رہے ہیں۔ تو وہ نہایت
ہی چوستے انسان ثابت ہونگے۔ اگر وہ اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ
مل کر ہمارا گاندھی کے ساتھ بے وفائی کریں۔ ہمارا جی دھڑدار
انسان ہیں۔ اور ڈاکٹر جی بھی انہوں نے بیبی میں بیوی کر لیک
فارمولہ سنسکرت کر لیا تھا۔ جس کی جان مشترکہ انتخاب ہے۔ یہ کس طرح
ممکن ہے کہ ہمارا گاندھی اسے آسانی سے چھوڑ دیں۔ ہمارا دوسری
شرط یہ نکلتے ہیں۔ کہ پنجاب میں سکھوں کی تسلی کی جائے۔ جدا گانہ
کی صورت میں کوئی انسانی دماغ ایسی صورت سوچ ہی نہیں سکتا۔

جس سے سکھ۔ ہندو اور مسلمان سب خوش ہو جائیں۔ مسلمانوں
کا پہلے مطالبہ یہ تھا۔ کہ انہیں ۵۶ فیصد نشستیں دی جائیں۔
اب ۵۸ فیصدی کا مطالبہ ہوگا۔ سیکہ ۳۰ فیصدی سے کم پر مشتمل
نہ ہونگے۔ دوسری اقلیتوں کو بھی ایک دو فیصدی ملیں گی۔ اس طرح
پنجاب کے ہندوؤں کے لئے دس فیصدی نشستیں رہ جائیں گی۔
کیا کوئی سلیم العقل شخص یہ تقسیم قبول کر سکتا ہے؟

نہ نومن تیل نہ کرا دھانا چے

الفاظ بالکل صاف اور واضح ہیں۔ جن سے ظاہر ہے
کہ کورے جیک کے ساتھ گاندھی جی جو شرطیں لگا رہے ہیں۔
انہیں ہندو بھی قطعاً ناقابل عمل یقیناً کہتے ہیں۔ اور اسی بنا پر
انہیں پورا بھر دوسرے۔ کہ نہ ملینک جیک پر کرنے کی فوج آئیگی
اور نہ گاندھی جی سے مسلمانوں کو کچھ حاصل ہوگا۔ اول تو یہی ممکن
نہیں۔ کہ وہ چند مسلمان جنہیں گاندھی جی نے اپنی راہ پر لگا رکھا
ہے۔ عام مسلمانوں کے ساتھ سیاسی مطالبات میں کلیتہً متحد ہو
جائیں۔ اور جب تک اس قسم کا کوئی ایک فرد بھی گاندھی جی کے قبضہ
میں رہے گا۔ اس وقت تک وہ یہی کہتے ہیں گے۔ کہ میں اس وقت
مسلمان کو ناراض کر کے مسلمانوں کے مطالبات نہیں مان سکتا۔
جس نے کانگریس کا اس وقت تک ساتھ دیا ہے۔ اور یہ قطعاً ناممکن
ہے۔ کہ سارے ہندوستان میں سے کوئی ایک آدمی بھی اینٹیلٹ
گاندھی جی کو میسر نہ آئے۔ لیکن سب کے سب سامان متحد ہو جائیں
تو خواہ ڈاکٹر انصاری ہوں یا کوئی اور۔ گاندھی جی کسی کی پرواہ
نہیں کریں گے۔

پھر سکھوں کو راضی کرنے والی شرط باقی ہوگی۔ اور ان کا
راضی کرنا جس حد تک ممکن ہے۔ وہ پرتاپ کے ان الفاظ سے ظاہر
کہ "کوئی انسانی دماغ ایسی صورت سوچ ہی نہیں سکتا جس سے سکھ
ہندو اور مسلمان سب خوش ہو جائیں؟

پس گاندھی جی کا کورا جیک محض دھوکہ کی ٹھی ہے جس کی
آڑ میں جیکر وہ شخص شکار کھیل رہا ہے جسے "ہمارا" "رومانیت
کا چٹلا" "مذاقت کا اوتار" اور کیا کچھ کہا جاتا ہے۔ وہ خوب سمجھتا ہے
اور جان بوجھ کر اس نے ایسی شرائط رکھی ہیں۔ جو کبھی پوری نہ ہوں
تاکہ نہ نومن تیل ہو۔ اور نہ کرا دھانا چے۔

سری نگر میں سترائے تازیانہ

معلوم نہیں۔ حکومت کشمیر کے یہ درپے اس قسم کے اعلانات
کا کیا مطلب ہے کہ سری نگر میں مسلمانوں کو تازیانے نہیں لگائے
گئے۔ اور مسلمان اخبارات میں اس کے متعلق جو خبریں شائع کی
گئی ہیں۔ وہ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہیں۔ حالانکہ مسلمان اخبارات کے
علاوہ ہندو اخبارات بھی اپنے نامہ نگاروں کی طرف سے یہ شائع کر چکے

ہیں۔ کہ کئی مقامات پر ٹنگیوں سے باندھ کر مسلمانوں کو بے تحاشا
بیدار کئے گئے۔ اور ان کی کھالیں ادھیڑ دی گئی ہیں۔ اخباروں
اینڈ ٹریڈ گزٹ کے نامہ نگار نے اپنی مبینہ مشہرت کی بناء پر
گورنٹ کشمیر کے اس اعلان کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے۔
سری نگر میں فوری سماعت مقدمات کے بعد عدالت کے خاص احکام
کے ماتحت عوام کو ناکش گراؤنڈ میں تازیانے لگائے گئے۔

ایک طرف یہ حالات ہیں۔ اور دوسری طرف قابل وثوق ذرائع
سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ہندوؤں کی وحشیانہ سزا کی تاب نہ لا کر
اس وقت تک کسی مسلمان جان بحق ہو چکا ہے۔ اور بحشر نہایت
تکلیف میں پڑے ہوں کی جان کو رو رہے ہیں۔ یہاں تک بھی بیان
کیا جاتا ہے۔ کہ عورتوں کو بھی بیدار کئے گئے ہیں۔ ان وحشیانہ
اور خلاف انسانیت مظالم پر حکومت کشمیر چند دفعی اعلان کے ذریعہ
پردہ نہیں ڈال سکتی۔ یہ اس کے ماتھے پر ہمیشہ کے لئے ایسا لٹک
کا جیک لگ چکا ہے۔ جو کبھی دور نہیں ہو سکتا۔ اور جسے مسلمان کسی
فراموش نہیں کر سکتے۔

معاملات کشمیر میں گورنٹ ہند مداخلت کی خواہش

مسلمانان کشمیر پر جو ناقابل برداشت مظالم ریاست کی طرف
کئے جا رہے ہیں۔ ان کے اندر کی ایک صورت یہ بھی ہے۔ کہ گورنٹ
ہند سے مطالبہ کیا جائے۔ کہ وہ مداخلت کرے اور مظلوم و بے کس
مسلمانوں پر جبر و تشدد کرنے والوں کے ہاتھ روک دے۔ کیونکہ حکومت
ہند نہ صرف تمام اہل ہند کی جن میں ریاستوں کے باشندے بھی شامل
ہیں۔ جان و مال۔ عزت و آبرو کی قانونی طور پر ذمہ دار ہے۔ بلکہ اہل
کشمیر کو ایک تیسری رقم کے بدلے ڈوگروں کی غلامی میں دے دینے
کا موجب بھی وہی ہے۔ لیکن مسلمانان کشمیر کے بدخواہ اور دشمن اور
ریاست کے نادان حمایتی اس مطالبہ کے خلاف یہ بے ہودہ سرائی
کرتے ہیں۔ کہ گورنٹ ہند سے مداخلت کا مطالبہ کرنے کی غرض یہ ہے
کہ کشمیر پر انگریز قبضہ کر لیں۔ اور کشمیر کی حکومت ایک ایسی مہاراجہ کے ہاتھ
سے نکل کر اگر تروں کے قبضہ میں چلی جائے۔

اگر ریاست کشمیر کی موجودہ شورش اور جبر و ستم کے اندر
کچھ لئے گورنٹ ہند سے مسلمانوں کا مداخلت کرنے کا مطلب لے لیں
مطلب یہ تھا ہے۔ جو بعض بد بایں لوگوں کی طرف سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی
کے خلاف کامیاب کر کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ تو سری نگر کی اس خبر
کے متعلق وہ کیا کہیں گے۔ جو ہندو اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ اور
جس میں لکھا ہے۔

"خیال کیا جاتا ہے۔ کہ شاہ مہاراجہ صاحب دائرے سے مداخلت
کی درخواست کریں (پر تاپ ہر رکتوبر)
کیا اب مہاراجہ صاحب کی مداخلت کے لئے درخواست کا یہی مطلب قرار دیا جائے گا۔

یہ ساری باتیں مسلمانان کشمیر کی مداخلت کے بغیر ان کی اطلاع میں نہیں ہوتیں۔

خطبہ جمعہ

ایمان کی بڑی علامتیں شجاعت اور محبت اور ایمان

از حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب
فرمودہ ۲ اکتوبر ۱۹۳۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دنیا میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو بظاہر نظر نہیں آتی اور جنہیں ہماری حیوانی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ لیکن باوجود اس کے ہمیں ان کے وجود میں کوئی شک نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اپنی علامتوں سے یقینی طور پر پہچانی جاسکتی ہیں۔ مثلاً

ایمان

ہے۔ یہ بھی ایک ایسی ہی چیز ہے۔ جو کہ ہم کسی کو بظاہر جسم صورت میں نہیں دکھا سکتے۔ لیکن اس کی بعض علامتیں ہیں۔ جو نہایت ہی واضح اور یقینی ہیں۔ اور جن سے واضح طور پر پتہ چل سکتا ہے کہ فلاں دل میں ایمان موجود کیا نہیں ایمان کی بہت سی علامتیں ہیں مگر اس وقت میں ان میں سے صرف ایک ذکر کرنا چاہتا ہوں

ایک بڑی علامت

جو ایمان کی ہے۔ اور جو ایمان لانے کے ساتھ ہی ہر انسان کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جس سے پہچانا جاتا ہے۔ کہ اس شخص میں ایمان پیدا ہو گیا ہے۔ وہ

شجاعت اور دلیری

ہے۔ ایمان کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ وہ ایک بزدل کو بھی بہادر اور دلیر بنا دیتا ہے۔ ایمان سے پہلے بالکل ممکن ہے۔ ایک شخص بزدل ہو۔ کمزور بہت اور بہت خیالات رکھتا ہو۔ مگر جب ایمان اس کے اندر ایمان داخل ہوتا ہے۔ اس کی ساری بزدلی دور ہو جاتی ہے۔ اس کی ساری کمزوری جاتی رہتی ہے۔ اور وہ شیر سے بھی زیادہ بہادر اور دلیر ہو جاتا اور موت سے بالکل بے خوف اور نڈر بن جاتا ہے۔ یہ عظیم الشان تبدیلی ایمان ہی انسان کے دل میں پیدا کر دیتا ہے۔ ایسی مثال

قرآن مجید سے

ملتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں لکھا ہے کہ

فرعون نے مصر کے ساحر و کھنڈے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنا شروع کیا۔ تمام ساحروں کو ایک میدان میں جمع کیا۔ اور انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں تیار کیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تائید میں ایک غیر معمولی نشان دکھایا۔ اور فرعون سمجھ گئے۔ کہ یہ نشان کسی

سحر کا نتیجہ

نہیں۔ بلکہ ایک بالاطاعت کا کرشمہ ہے۔ وہ نشان دیکھتے ہی اس خدا پر ایمان لے آئے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا ایمان لانے سے پہلے جب وہ ساحر فرعون کے پاس آئے تھے تو باوجود فرعون انہیں خود بلایا۔ اور انہیں بھی یہ یقین تھا کہ اگر اس معاملہ میں کامیابی حاصل ہوگی۔ تو فرعون انہیں بہت بڑی عزت اور جود دے گا۔ مگر وہ اس قدر بہت خیالات رکھتے تھے۔ کہ فرعون کہتے ہیں۔ عاتقان لا جراً ان کتافوا القسا لین۔ آپ ہیں بلا تارہ۔ لیکن اگر میری جیت گئی۔ تو کیا آپ ہیں کچھ دیکھیں؟ فرعون کہانہم و انکم لمن المقلین۔ ہاں تمہیں انعام ملے گا۔ اور انعام ہی کیا تم میرے معرین میں ہو جاؤ گے۔ یہ مطالبہ جواہر نے فرعون کیا مگر یہ طور پران کی بہت جیتی کا ثبوت ہے۔ کیونکہ اگر وہ اس مقابلہ میں جیت جاتا تو اس کی سیالی ان کے لئے بہت بڑی عزت ہوتی۔ اور ہر جگہ بادشاہ نے انہیں خود بلایا تھا۔ تو لازمی تھا کہ وہ ان کو انعام و اکرام دیتا اور انہیں اپنے معرین میں داخل کر لیتا مگر انہوں نے ان تمام باتوں کے نظر انداز کر کے کہا۔ ہم آئے تو میں۔ مگر یہ ہے۔ بتادیں کہ اگر ہم جیت گئے۔ تو ہمیں آپ کچھ دیں گے یا نہیں۔ تو انعام کا یہ مطالبہ کرنا ان کی دل ہی دور تھا کہ کسی کی جیت کا ثبوت تھا مگر وہی ایمان ان ساحر و کھنڈوں میں داخل ہوا اور انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس خدا نے بھیجا ہے۔ جس نے ہم سب کو پیدا کیا۔ تو مثال کے سارے کمزور خیالات دور ہو گئے۔ ان کی ساری بہت جیتی مفقود ہو گئی۔ اور وہ یہاں تک

دلیر اور نڈر

ہو گئے۔ کہ جب فرعون انہیں دھمکی دی۔ کہ چونکہ تم میرے کھنڈے اور حصول

اجازت بغیر ایمان لائے ہو۔ اس لئے میں تمہیں کاٹ دوں گا۔ تو وہ کہنے لگے کہ میں کچھ بردار سکتا ہوں۔ کہ میں مارے۔ سویشک۔ اگر تیری ہی مرضی ہے۔

ہم حق نہیں چھوڑ سکتے۔ اور راستی ہی ایک منٹ کے لئے بھی کنہ نہیں کر

عظیم الشان تبدیلی

جو ان میں پیدا ہوئی۔ آخر کس طرح ہوئی۔ اور کس چیز نے ان میں یہ تغیر پیدا کر دیا۔ صرف ایمان نے۔

اس کی مثالیں اس زمانہ میں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں۔

افغانستان میں

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب تھے۔ وہ ایک عرصہ کے بعد طور چغت سے موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کڑبکا مٹا کر گئے۔ کہندے آپ پر ایمان لائے تھے۔ مگر بعد میں آپ نے اپنا ایمان ظاہر کیا۔ سب کو اس کی لپٹ میں لے لیا۔ شاگردوں کو تادیب کی۔ چنانچہ ان کی شاگرد تادیب کے اور انہوں نے کہا۔ کہ میں ہمارا ایک بڑا بڑا دشمن تھا۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ تادیب میں میری دھمکی پیدا ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے کہا۔ کہ غرض ان کے بہت سے شاگرد قادیان آئے۔ مگر انہوں نے اپنے ایمان کو مخفی رکھا۔ آخر کار کئی سالوں کے بعد وہ خود قادیان آئے۔ اور چند ماہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہے۔ اس کے بعد ان میں ایسی بڑی بہت تبدیلی پیدا ہوئی۔ کہ انہوں نے کہا۔ میں اب مخفی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ چاہتا ہوں۔ کہ اپنے ایمان کو دنیا پر ظاہر کروں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مجھے خوب حلام ہے۔ مجھے اپنا ایمان ظاہر کرنے میں جان کا خدشہ ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ میں قتل کیا جاؤں گا۔ مگر باوجود اس کے میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ افغانستان کی سرزمین کو

خون کی ضرورت

ہے۔ اور وہ میرا ہی خون ہو گا۔ جو پہلے اس زمین پر بہا یا ہوا ہے۔ غرض وہ بہادر اور دلیر انسان جب اس زمین پر قائم ہوا۔ تو ایمان کے جوش کے ساتھ یہاں سے گیا۔ اور خود ہی جاکر امریکائی کو اطلاعات دی۔ کہ میں قادیان گیا تھا۔ اور وہاں خدا کا سیخ نازل ہوا ہے۔ میں نے اسے قبول کر لیا ہے۔ انہوں نے خیال کیا۔ بھائے اس کے کہ میری کوئی اور شخص رپورٹ کرے۔ میں خود ہی کیوں نہ اپنی رپورٹ پہنچا دوں پس انہوں نے کابل پہنچتے ہی

امیر کو ایک تبلیغی خط

لکھا۔ مگر چونکہ وہ نہایت ہی مغرور اور بارہو خ انسان تھے۔ اور دربار سے تعلق رکھنے والے تھے۔ اس لئے ان کے بعض دوستوں نے ان کی سلامتی کے خیال سے تبلیغی خط کو دیا۔ ان کا خیال تھا کہ میرا تبلیغی خط جو وہی پہنچا۔ ہوا

گرفتار کرنے کے لئے آجائیں گے۔ مگر جب چند دنوں کی انتظار کے باوجود گرفتار کرنے والے سوار نہ پہنچے تو انہوں نے ایک دوسرے تبلیسی خط امیر کو لکھ دیا جو اسے پہنچ گیا۔ اس پر

صاحبزادہ عبداللطیف صاحب

کو بلا گیا۔ خود بادشاہ بھی ان کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ آپ دل میں بیٹک ایمان رکھیں مگر ظاہر کہہ دیں کہ میں ایمان نہیں لایا۔ میں آپ کو بالکل بری کر دوں گا۔ مگر انہوں نے کہا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی جان بچانے کی خاطر ایک حق بات کو چھوڑ دوں۔ وہ مضبوطی سے اپنی بات پر قائم رہے۔ اور آخر شہید کر دیئے گئے۔ تو جان کی پرواہ نہ کرنا یہ خوشی اور مسرت سے خدا کی راہ میں جان دے دینا۔ اسی ہی بہادری اور جرأت دکھانا صرف ایمان کی بدولت ہی حاصل ہوتا ہے۔ جس دل میں ایمان نہ ہو۔ وہ ایسے نازک مراحل پر مضبوطی سے قائم نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح

مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید

تھے جب ان کو پکڑا گیا۔ تو انہوں نے جیل خانے سے یہاں ایک خط بھیجا۔ جو کہ تک موجود ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا کہ اگرچہ میں ایک نہایت ہی تنگ و تنگ کوٹھڑی میں محبوس ہوں۔ اور دشمنی کے داخل ہونے کا بھی اس میں کوئی رستہ نہیں۔ مگر یہ تاریکی مجھے نہایت ہی خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ مجھے باہر کی روشنی سے وہ لذت اور سرور حاصل نہ ہوا۔ یہاں اگر اس تاریک اور تنگ کوٹھڑی میں ملا۔ مگر وہ کوئی چیز تھی۔ جس نے اس تاریک کوٹھڑی کو ان کے لئے راحت اور مسرت کا مقام بنا دیا۔ صرف اس ایمان نے جو ان کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیدا ہو چکا تھا۔ انہوں نے بھی نہایت بہادری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی جان دی۔ چنانچہ ہمارے سلسلہ کے ایک دشمن اخبار نے جو کابل سے نکلتا تھا۔ اس وقت گواہی دی تھی کہ نعمت اللہ آخری دم تک اپنی بات پر اڑا رہا۔ اور موت تک اپنے عقائد بیان کرتا رہا۔ اور آخری سانس تک وہ اپنا ہی وعظ کرتا رہا۔ تو یہ کیا چیز تھی۔ جس نے ان سے اپنی جان کا غم بھلا دیا۔ اور جس کی وجہ سے جب پتھر برس رہے تھے۔ تب بھی وہ حق کی آواز بلند کرتا رہا۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر

کامل ایمان

ہی تھا۔ تو ایمان کا ایک بڑی علامت یہ ہے کہ وہ بزدلی کو

بھی بہادر بنا دیتا ہے۔ اور جس شخص کے دل میں ایمان داخل ہو جاتا ہے۔ وہ کسی بڑی سے بڑی مصیبت کی بھی پڑا نہیں پڑتا ایمان کی اور بھی بہت سی علامتیں ہیں۔ جن میں سے ایک اور وہ ہے۔ جس کا پتہ تاریخ اور واقعات سے چلتا ہے۔ پہلی علامت بھی ایسی ہی تھی۔ جس کا پتہ واقعات اور مشاہدات سے چلا۔ اور یہ علامت بھی ایسی ہی ہے۔ کہ اس کا پتہ بھی مشاہدات سے چلتا ہے۔ اور وہ یہ کہ بعض

خاص شخصیتوں سے محبت

ہو۔ مثلاً تاریخ اسلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کو کفر کی حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت عداوت تھی مگر اسلام لانے کے بعد انہوں نے خود شہادت دی۔ کہ ایک تو وہ وقت تھا۔ کہ روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہ تھا۔ جس سے انہیں اس قدر نفرت ہو۔ جس قدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی یا جب ایمان لائے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں ایسا عشق پیدا ہو گیا۔ کہ اس عشق کی بھی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ آخر کس چیز نے ان لوگوں کے دلوں میں ایسی گہری محبت پیدا کر دی۔ اور کس نے انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا والا و شہید بنا دیا۔ اسی ایمان نے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے انہیں حاصل ہوا۔ اور اس یقین نے جو اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے دلوں میں پیدا ہوا۔ تو ایمان کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض شخصیتوں سے محبت ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حب الانصار من الایمان انصار کی محبت ایمان کا جزو ہے۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ مدینہ کے جو لوگ ہیں ان سے محبت کرنا ایمان میں شامل ہے۔ بلکہ آپ کے کلام کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ لوگ جو

دین کے ناصر

ہوں۔ اور جو دین سے محبت رکھتے اور اس کی اشاعت میں کوشاں ہوں۔ فروری ہے۔ کہ ان سے محبت کی جائے۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ عنہ و العزیز کا یہ قول سنا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ لوگ جو باہر تبلیغ کے لئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں وقف کی ہوئی ہیں۔ اور جو اپنے وطن چھوڑ کر اپنے عزیز و اقارب سے جدا ہو کر اور اپنے بیوی و بچوں سے علیحدہ ہو کر خدمت دین کے لئے باہر جاتے ہیں۔ میں اپنے دل میں ان لوگوں کا احسان محسوس کرتا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ کہ یہ لوگ میرا کام کر رہے ہیں لہذا اسی اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ اسلام ترقی کرے۔ تو ہمارے لئے

ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ ان لوگوں سے بھی محبت رکھیں۔ جو اسلام کو پھیلا رہے ہیں۔ اور اگر ہم واقعی چاہتے ہیں کہ دنیا کے کونہ کونہ میں اسلام کا ڈنکا بج جائے۔ اور تمام قومیں اخذ افراد داخل اسلام ہو جائیں۔ تو اس خواہش کا ضروری نتیجہ یہ ہونا چاہیے۔ کہ وہ لوگ جو

دین کی اشاعت

کے لئے اپنے اموال خرچ کرتے ہیں۔ اپنے اوقات وقف رکھتے ہیں۔ اپنی جانیں قربان کرتے ہیں۔ اور اپنے عزیز و اقارب اور رشتہ داروں سے جدا ہوتے ہیں۔ ان سے محبت کریں۔ اگر ہم ان لوگوں سے محبت نہیں کریں گے۔ تو بالفاظ دیگر ہمیں اسلام سے بھی محبت نہیں ہوگی۔ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو کہا کرتے ہیں۔ اس قسم کی محبت پرستش ہے۔ وہ اس دینی اور لوجہ اللہ محبت کو پرستش کا نام دیتے ہیں۔ حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ محبت پرستش نہیں۔ بلکہ اگر ایک طرف ذاتی طور پر انسان کے لئے برکت کا موجب بنتی ہے۔ تو دوسری طرف

سلسلہ کی ترقی

کا بھی موجب بنتی ہے۔ ذاتی طور پر اس طرح برکتوں کا موجب ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو خدا کے پیار ہوتے ہیں۔ جو ان سے محبت کرتے ہیں خدا ان سے محبت کرتا ہے۔ یہ بات انسانی فطرت میں داخل ہے۔ کہ کسی کے عزیز سے محبت کرتا ہے۔ اس سے وہ خود بھی محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ ہمارا دنیا میں روزانہ مشاہدہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو ہمارے عزیزوں سے محبت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ ہم بھی ان سے محبت کا سلوک کرتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جو لوگ خدا کے مقبول ہوں۔ اگر ہم ان سے محبت کریں گے۔ تو خدا بھی ہم سے محبت کرے گا۔ اور اگر دشمنی کریں گے۔ تو خدا ہمارا دشمن ہوگا۔ تو خدا کے پیاروں اور مقبولوں سے محبت کرنے کا

ایک ذاتی فائدہ

یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کی محبت خدا کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ یہ محبت ان کی دعاؤں کے حاصل کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے لوگوں کے لئے نشان دکھایا کرتا ہے۔ ایک وہ جو انبیاء کی مخالفت میں صریح براہ جاتے ہیں۔ اور وہ خدا کے غضب کو بھوکاتے ہیں۔ تب خدا ان کے لئے

قہری نشانات

دکھاتا ہے۔ یعنی نشان قہری رنگ کے ہوتے ہیں جو دشمنوں کی وجہ سے دکھائے جاتے ہیں۔ مگر آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض نشانات اللہ تعالیٰ اپنے پیسے دوستوں کے لئے دکھایا کرتا ہے جو اس کے جان تیار اور پیارے ہوتے ہیں۔ اور جن کے رنگ و ریشہ میں اس کی محبت موجزن ہوتی ہے۔ اور ان کے دل

عشق الہی سے بھر پور

ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے محبت رکھنے والے چاہے کسی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تو خدا کے پاک بندوں کے دل میں تو ایک پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ خیر معمولی طور پر ان کی تائید اور نصرت فرماتا ہے۔ غرض آپ فرماتے دو قسم کے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نشانات دکھاتا ہے ایک وہ جو خدا سے زیادہ عداوت میں پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور ایک وہ جو خدا سے زیادہ محبت میں پڑے ہوئے ہوتے ہیں ایسے لوگوں سے جب محبت کی جاتی ہے۔ تو تکالیف اور مصائب کے موقع پر ان کی دعاؤں کے بغیر اللہ تعالیٰ خیر معمولی تائید کرتا۔ اور خاص طور پر نشانات آسمانی سے موبد فرماتا ہے۔ تو یہ محبت پرستش نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا مفضل حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اگر ہم ایسے لوگوں سے محبت کریں گے۔ تو خدا ہم سے محبت کرے گا۔ اور مشکلات کے وقت ان کے دل میں ہمارے لئے وقت پیدا ہوگی۔ اور وہ دعا کریں گے۔ جس سے ہماری مشکلات کا حل ہوگا۔ یہ وقت درد اور جوش محض تعلق ہی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہمارا ان سے تعلق ہوگا۔ ہمیں ان سے دلی محبت ہوگی تو ہمارا یہ تعلق انہیں مجبور کرے گا۔ کہ وہ دل سے دعا کریں۔ تب خارق عادت طور پر خدا تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔

میں یہ محبت پرستش نہیں۔ بلکہ دوسری انسان کا ذاتی فائدہ ہے۔ پھر میں کہتا ہوں۔ ایسے لوگوں سے محبت صرف اپنے ذاتی فائدہ کے لئے ہی ضروری نہیں۔ بلکہ

سلسلہ کی ترقی اور جماعت کی بہبود

کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ میں ان لوگوں سے محبت نہ کرے۔ جن کے تحت ہم نے کام کرنا ہے۔ دنیا میں دو طریق پر کام کئے جاتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو کسی کام کو غرض اور بونٹی سمجھ کر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ یہ کام ہم نے کرنا ہے۔ اگر نہ کیا تو سزا ملے گی۔ بے شک ایسا شخص بھی ایک خدمت بجا لاتا ہے۔ مگر ایک دوسرا شخص ہوتا ہے۔ جو اس لئے کوئی کام نہیں کرتا کہ یہ اس کا فرض ہے۔ بلکہ اگر اس نے وہ کام نہ کیا تو اسے سزا ملے گی بلکہ وہ دلی محبت اور جوش سے کام کرتا ہے۔ کام کرتے وقت اسے غرض کا خیال نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی محبت اسے مجبور کرتی ہے کہ وہ کام کرے۔ اور نتیجتاً وہ قوم زیادہ جلدی کامیابی حاصل کر لیتی

ہے۔ جس کے افراد غرض من سمجھ کر نہیں۔ بلکہ محبت کے جوش سے

کام کرتے ہیں۔

محبت کے جوش جس عجیب طور پر تجبہ دکھایا کرتے ہیں اس کی

ایک چھوٹی سی مثال

دیکھ لو۔ وہ شخص جو غرض من کے طور پر ایک کام کرتا ہے۔ جنگ کے موقع پر اگر وہ سستی کرے۔ تو وہ ہیلے بنا جاتا ہے۔ اور کہہ سکتا ہے۔ بکہ میرے پاس یہ یہ غدار ہے۔ رٹنے کا موقع نہ تھا۔ یا ہتھیار میرے پاس نہ تھے۔ مگر جو شخص محبت کے جوش میں کام کرے۔ وہ اس قسم کے بیان نہیں بناتا۔ بلکہ اپنے جوش کے ماتحت کام کرتا ہے۔ جنگ بدر میں

کس نے ابو جہل کو قتل کیا؟

کیا وہ کوئی بڑا سپہ سالار تھا۔ کیا وہ کوئی بڑا جنگ آزمودہ جوان تھا یا کیا وہ کوئی نامور سپہ سالار تھا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ بچہ بتواتی ہے کہ وہ دو ذمہ دار تھے۔ جن کے دلوں میں محبت جوش اور ہی تھی اور جنہوں نے سنا تھا۔ کہ ابو جہل ہمارے پیارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھالیاں دیا کرتا۔ اور دیکھ بیٹا ہے۔ یہ محبت تھی۔ جو ان کے دلوں میں جو ششمن تھی۔ وہ دشمنوں کی غلوں کو چیرتے ہوئے عین اس مقام پر پہنچے۔ جہاں ابو جہل کھڑا تھا۔ اور اسے تلواریں سے مار کر گرایا۔ یہ ببادری کا نمونہ جو ان دو ذمہ داروں نے دکھایا صرف اس محبت کا نتیجہ تھا۔ جو انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھی۔ اگر وہ محض اپنا فرض بجا دینے کے لئے رٹتے آتے۔ تو اول تو وہ جنگ کے لئے آتے ہی نہ۔ اور کہتے۔ کہ ہم پر جنگ فرض نہیں۔ ہماری عمر چھوٹی ہے۔ اور اگر وہ اکٹھی جاتے۔ تو اس خطرناک موقع پر نہایت دلیری سے نہ نکلتے۔ مگر وہ تیرہ تیرہ اور چودہ چودہ سال بچے جو گھروں سے چھپ چھپ کر نکلتے تھے۔ تا انہیں کوئی اور شخص نہ دیکھے۔ اور انہیں جنگ میں شامل ہونے سے روک نہ دے اور جو چاہتے تھے۔ کہ ہم صرف میدان جنگ میں ہی ظاہر ہوں۔ محض اس محبت کی وجہ سے جو انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھی۔ دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے گئے۔ اور قلب لشکر میں بیج کر انہوں نے ابو جہل کو گرا دیا وہ محبت جو ان دو ذمہ داروں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے تھی۔ اسی نے وہ نتیجہ دکھایا۔ جو دوسری حالت میں نہیں دکھایا جاسکتا تھا۔ اسی محبت کے

اور بھی کئی نظائر

ہیں۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں ہیں نظر آتے ہیں۔ جنگ جود کے موقع پر کفار کی طرف سے ایک شخص کو بھیجا جاتا ہے۔ کہ وہ جا کر اسے لشکر کا جواز دے۔ وہ واپس آتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ میں نے انہوں پر انسانوں کو سوار نہیں کیا۔ بلکہ مجھے

یوں معلوم ہوا۔ کہ انہوں پر سوتیں سوار ہیں۔ اور وہ لوگ میدان جنگ میں فسخ حاصل کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ مرنے کے لئے آئے ہیں۔

اسی طرح صلح حدیبیہ کے وقت

قریش کا ایک سردار

سفیرین کے مسلمانوں کے پاس جاتا ہے۔ اور واپسی پر آکر کہتا ہے۔ کہ میں نے کسریٰ کے دربار کو دیکھا۔ میں نے قیصر کے دربار کو دیکھا۔ میں ایران و روم سے ہوا یا۔ میں نے بہت سے ملک بہت سی قومیں اور بہت سے لوگوں کو دیکھا۔ مگر جو نمونہ میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں دیکھا۔ بعد ازاں میں نے کسریٰ کے دربار میں دیکھا۔ نہ قیصر کے دربار میں اور نہ ہی کسی اور ملک میں۔

کیا چیز تھی؟

جس کا اثر اس قریش کے سردار پر ہوا۔ صرف محبت اور عشق تھا وہ پیار تھا۔ جو انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا۔ اسی محبت کی وجہ سے دشمن بھی بگھٹتے تھے۔ کہ مسلمان جو رٹتے کیسے آئے ہوئے ہوں۔ یہ محض سپاہی ہی نہیں۔ بلکہ جان قربان کرنے والے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گہری محبت اور عقیدت رکھنے والے وجود ہیں۔ غرض وہ جان نثاری جو صحابہ میں تھی محض رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی وجہ سے تھی۔ پس یہ محبت پرستش نہیں۔ بلکہ

کامیابی کا کار

ہے۔ اور وہ قوم عزہ کا سیلاب ہو کر رہتی ہے۔ جو اپنے سرداروں سے اور ان لوگوں سے جو خدا کے پیارے ہوں۔ محبت کرتی۔ اور خدا کے لئے جانیں قربان کرنے کے لئے نکل کھڑی ہوتی ہے۔ میں بہت کچھ کہہ اس قسم کی محبت پرستش ہے۔ چھوٹے ہیں وہ کہتے ہیں۔ کہ ایسی محبت پرستش ہے یہ فرض ہے وہ کہتے ہیں کہ ایسی محبت پرستش ہے۔ حاصل جیہ ستر میں یکم ہے مجھے ہے کہ ایسے لوگ پرستش کرتے ہیں تو اپنے دلیں ملتیں اور پروردگار کو دیکھتے ہیں۔ کہ کاش ہمارے اندر بھی ایسی ہی محبت کرنے والے لوگ پیدا ہوں۔ مگر وہ اس خواہش کو چھپانے کے لئے کہہ دیتے ہیں۔ لوگ پرستش کرتے ہیں۔ حالانکہ جوش قسمت ہے وہ انسان اور مبارک ہے وہ شخص جو اس قسم کی محبت رکھتا ہے۔ اور مبارک ہے وہ قوم جس کے افراد

اپنے سردار سے

ایسی محبت رکھتے ہوں۔

اللہ تعالیٰ میں ایسا ہی ایمان بخٹھے!

آمین!

—

مذہب

زرتشت نبی اور آپ کی تعلیمات

حضرت زرتشت خدا تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء میں سے ہیں۔ اور موجودہ زمانہ کا پارسی مذہب انہی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ آپ کی زندگی کے حالات تفصیلاً کسی جگہ نہیں ملے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو۔ کہ آپ اس زمانہ میں پیدا ہوئے۔ جب کہ تاریخ نویسی کا فن موجود نہ تھا۔ اور لایا پیر یہ وجہ ہو۔ کہ آپ کی قوم اپنی تاریخ کو محفوظ رکھنے سے غافل رہی ہو۔ بہر حال مختلف ذرائع سے آپ کے جو حالات یسر آسکے ہیں وہ یہ قارئین کرام کیلئے جاتے ہیں۔

جائے پیدائش اور زمانہ پیدائش
آپ کی پیدائش کے زمانہ کے متعلق بہت سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن جو بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہی ہے کہ آپ کا زمانہ ۵۸۳ - ۶۰۰ قبل مسیح ہے۔ گویا اس حساب سے آپ کی عمر ۷۷ برس کی ہوئی۔ اسی طرح آپ کی جائے پیدائش کے متعلق بھی اختلافات ہیں۔ لیکن محققین کی اکثریت نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ آپ آذربائیجان یعنی میدیا کے مغرب میں پیدا ہوئے۔ یا باغلا صحیح تر یوں کہا جاسکتا ہے۔ کہ آپ کی پیدائش جمیل پور دیہہ کے قریب ہوئی۔

پیدائش کے حالات
حضرت زرتشت شاہی خاندان سے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام پوروشاسپور اور والدہ ماجدہ کا نام دکتاب لکھا ہے۔ ان کے روایات میں ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ ابھی مغیرہ سن ہی تھیں۔ کہ آسمان سے ایک نور اتر اور ان کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کیفیت سے ان کی حالت ایسی ہو گئی۔ کہ آپ کو پاگل سمجھا جانے لگا۔ اور آپ کے والد یعنی حضرت زرتشت کے کہنا تا اپنی بیٹی کو اس خیال سے کہ بوجہ خرابی کے دسارع میری رسوائی یا کسی اور قسم کے نقصان کا موجب نہ ہو۔ گھر سے نکال دیا۔ آپ پھر قریب قریب اس علاقہ میں پہنچ گئیں۔ جہاں حضرت زرتشت کے آباؤ اجداد حکمران تھے۔ اور اس وقت کے حکمران نے جو بعد میں حضرت زرتشت کے دادا بنے اپنے بیٹے کی شادی ان سے کر دی۔

بچپن کے حالات
آپ کے زمانہ بچپن کے حالات بھی بہت حد تک

پردہ اخفاء میں ہیں۔ صرف اسی قدر بتایا جاتا ہے کہ سات برس کی عمر میں آپ کو ایک زبردست عالم اور بزرگ شخص کی تربیت میں دیدیا گیا۔ جس کا نام بزرگ کورس بتایا جاتا ہے۔ بارہ تیرہ سال کی عمر میں آپ اپنے اس زمانہ کے علماء و دیگرہ سے جو قدیم سنت کے مطابق صحیح راہ کو چھوڑ کر نفس پرستی کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ زبردست مناظرے شروع کر دئے۔ اور اس علم کی بنا پر جو بوجہ قریب الہی آپ کو عطا کیا گیا تھا۔ انہیں نچا دکھانے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یہ گروہ جو ہمیشہ خدا تعالیٰ کے برگزیدوں کی منی لعت کو تاپتا آیا ہے۔ آپ کی منی لعت پر کمر بستہ ہو گیا۔

جوانی میں یاد الہی
آپ کے متعلق لکھا ہے کہ میں برس کی عمر میں آپ تمام دنیوی علاقے سے منہ موڑ کر ایک غار میں جا رہے۔ اور دس سال تک اس میں عبادت کرتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس دس سال کے عرصہ میں آپ نے کسی سے کلام تک نہیں کیا۔ جس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں۔ کہ دنیا اور اس کی دلچسپیوں سے آپ نے کوئی سروکار نہ رکھا کرتے ہیں۔ کہ اس عرصہ میں آپ صرف پیر یہ ہی گزراوقات کرتے رہے۔

آغاز دینی
جب آپ کی عمر تیس برس کی ہوئی۔ تو ایک دن آپ اپنے ملک کے ایک دریا ڈیٹی نام کو عبور کر کے اس کے کنارہ پر کھڑے تھے۔ کہ کشتی حالت طردی ہو گئی۔ اور آپ نے ایک نورانی اور چمکتی ہوئی خوبصورت شکل دیکھی۔ جو بلحاظ قد و قامت اور جسامت انسان سے نو دس گنا بڑی تھی۔ یہ دراصل فرشتہ تھا۔ جس نے آپ سے کہا اٹھ۔ اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف بلا۔

حضرت زرتشت دربار الہی میں
روایات میں ہے کہ یہ فرشتہ اسی کشتی حالت میں حضرت زرتشت کو آسمان کی طرف سے اڑا۔ جوں جوں آپ اوپر جاتے تھے۔ آسمان کے دروازے کھلتے جلتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ خدا تعالیٰ کے حضور پہنچ گئے۔ انوار الہی کی روشنی اس قدر تیز تھی۔ کہ وہاں آپ کو اپنا سایہ تک نظر نہ آتا تھا۔ آپ نے فاتح الکبر کے سامنے اپنی بندگی اور عبودیت کا اظہار کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی بڑائی بیان کی۔ دربار خداوندی سے آپ کو ضروری احکام دئے گئے۔ اور باطنی علوم عطا ہوئے۔ آپ کو اپنے مذہب کی آئندہ حالت سے اطلاع دی گئی۔ اور بتایا گیا۔ کہ آپ اور آپ کی جماعت کو کون کون مٹا

و مشکلات سے دوچار ہونا پڑیگا۔ پھر کس طرح ترقیات عطا ہوں گی۔ غرضیکہ ادل سے اٹھ کر آپ کے مذہب کی حالت اور اس کی صحیح تصویر آپ کے سامنے پیش کی گئی۔ لکھا ہے یہ حالت کشتی ایک دن میں تین بار آپ پر وارد ہوئی۔ اور اگر غور کیا جائے۔ تو یہ بیحد ہی حالت ہے۔ جو ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کے موقع پر پیش آئی۔ پارس لوگ اس معراج کو خدا تعالیٰ سے پہلی ملاقات یا پہلی کانفرنس کہتے ہیں۔ اور اس سال کو جب آپ پر نزول وحی ہوا۔ مذہب کا سال کہتے ہیں۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ آپ کی چھ کانفرنس اور بیس ہویں۔ مگر وہ خدا تعالیٰ سے نہیں۔ بلکہ فرشتوں کے ساتھ تھیں۔ اور بعد ازاں سلسلہ وحی مسدود ہو گیا۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں۔ کیونکہ سنت الہی یہ ہے کہ جب وہ کسی اپنے برگزیدہ بندے کو مکالمہ و محالہ سے مشغول کرتا ہے۔ اور ماموریت کے مقام پر کھڑا کرتا ہے۔ تو پھر اس فعل کے دروازے اس پر بند نہیں کرتا اور یہ ممکن ہے۔ کہ خدا کا فرستادہ موجود ہو۔ اور اس پر نزول وحی نہ ہو۔

شیطان کی طرف آزمائش
لکھا ہے۔ ان چھ کانفرنسوں کے بعد شیطان نے آپ کو پکارا اور کہا۔ تیرے والدین میرے تابع فرمان تھے۔ تو میری منی لعت کو کے خواہ مخواہ اپنی تباہی کے سامان نہ پیدا کر۔ اگر تو میری پیروی کریگا۔ تو مجھے حکومت و سلطنت اور دنیوی عیش و آرام مہیا ہوں گے۔ لیکن آپ نے اسے سخت الفاظ میں جواب دیا۔ اور کہا اگر ساری دنیا کی بادشاہت کا بھی تو وعدہ کرے۔ تو میں اس پر ہنرکتا بھی پسند نہیں کروں گا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی عبادت کروں گا۔ اور اس کی راہ میں خواہ کس قدر مصائب اور مشکلات بھی پیش آئیں۔ ان کی قطعاً کوئی پردہ نہیں کروں گا۔

حضرت زرتشت کی شادی
لکھا ہے کہ بلوغت کے بعد جب آپ کی شادی کا اہتمام ہونے لگا۔ تو آپ نے اپنے والد سے صاف کہ دیا۔ کہ میں لڑکی کو دیکھے بغیر شادی نہیں کروں گا۔ آپ کی شادی تین دفعہ ہوئی۔ پہلی بیوی سے ایک لڑکا جس کا نام است دستر تھا اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں دوسری بیوی سے دو لڑکے ہوئے ستر اور دس تیس پیدا ہوئے۔ اور تیسری سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

رائل انڈین ملٹری کالج ڈیر دون میں داخلہ

پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج ڈیر دون میں چند خالی اسامیوں کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ اس کالج میں ان ہندوستانی اور انگریزوں کو جو انڈیا میں فوجی خدمات کے کیریئر کا بلحاظ میں ہندوستانی فوج میں کیشن حاصل کرنے کی غرض سے داخل ہونے کے خواہش مند ہوں۔ انگریزی طریقوں پر پبلک سکول کے معیار کی تعلیم دی جائے گی۔ یہ کالج ان کے لئے ہے۔ جو فوجی ملازمت کو عمر بھر کے لئے اپنا پیشہ بنانا چاہتے ہوں اور امیدواروں کے والدین یا سرپرستوں اسی مضمون کا تحریری اقرار نامہ لیا جائے گا لیکن کارڈ میں تعلیمی نصاب اس قسم کا ہوگا کہ اگر راکارڈ میں فوج اور ایئر فورس کے داخلہ کے امتحان میں فیل ہو جائے۔ تو وہ کسی یونیورسٹی میں داخل ہو سکے گا۔ اور یہ خیال کیا جائیگا کہ اس نے کسی سکول میں تعلیم حاصل کی ہے اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ خود کالج کا ایک خاص سکول بیونگ سارٹفیکٹ ہے۔ یہ آر۔ آئی ایم سی کا ڈپلومہ ہے جو یونیورسٹیوں میں داخل ہونے کے لئے اس امر میں پر تئیم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ ڈپلومہ جو چیف کالجوں کے آخری امتحان پاس کرنے پر کامیاب طلباء کو دیا جاتا ہے۔

ان اسامیوں کے لئے امیدواروں کی عمر ۲۲ فروری ۱۹۴۷ء کو ۱۷ اور ۲۲ سال کے درمیان ہونی چاہئے۔ امیدواروں کو کسی مستند ڈاکٹر و میڈیکل بریکٹیشن سے اس مضمون کا سارٹفیکٹ حاصل کرنا ہوگا۔ کہ وہ ہر ایک اعتبار سے جسمانی طور پر داخلہ کے لائق ہیں۔ جن طلباء کو داخل کیا جائیگا ان کی ہر تعلیمی سال کی فیس پندرہ سو روپیہ ہوگی۔ یہ فیس رہائی میں شرح پر ہے۔ اگر آئندہ حالات کا تقاضا ہو تو اس میں ایڑادی کی جاسکتی ہے۔ تاہم کوئی ایسی ایڑادی جو آئندہ عمل میں لائی جائیگی صرف نئے داخلہ پر عائد ہوگی۔ اس فیس میں پڑھائی۔ طعام۔ سکول کے ملازمین کی تنخواہ۔ کپڑوں کی دھوئی۔ مرمت۔ ایشیا اور معمولی قسم کی طبی خدمات کا خرچ شامل ہے۔ نیز اس میں ایک فوجی وردی کے ایک سو روپے کا ابتدائی خرچ شامل ہے۔ جو طلباء کے لئے کالج میں ہی پشٹا فروری ہے جو امیدوار مفقہ خدمات کو قبول کرنا چاہتے ہیں۔

افسروں کے لئے ہیں۔ اور جن کی مکمل گورنمنٹ کی طرف سے سفارش کی گئی ہو اور ہر ایک تعلیمی جذبہ کماثر انجینئر کی طرف سے نامزد کئے گئے ہوں۔ ان کی فیس ہر خاص صورت میں ہر ایک تعلیمی صلاح مقرر کریں گے ایک مسلم ٹرم (میعاد) کی فیس وصول کی جائے گی۔ تاہم تھیکہ والدین یا سرپرست کالج کے حکام کو امیدوار کا نام واپس لینے کے متعلق مسلم ٹرم کا نوٹس نہ دیں گے۔

ایک سٹینڈنگ ایڈوائسری بورڈ ان طلباء سے ملاقات کرے گا۔ اور ان کے حالات اور تعلیم وغیرہ کا معائنہ کرے گا۔ تاکہ ان کے فوجی ایئر فورس یا رائل انڈین میرین میں ملازمت کے قابل ثابت ہونے کے متعلق رائے دی جائے۔ کسی ایسے امیدوار کی صورت میں جو مندرجہ بالا کسی ملازمت کے ناقابل ثابت ہوگا۔ کالج کا پرنسپل ایڈوائسری بورڈ کے فیصلہ سے دوران وجوہات سے جس سے اس نتیجہ پر پہنچ گیا ہو۔ طلباء کے والدین یا سرپرست کو اطلاع دیگا عام طور پر ایسا طالب علم اس ٹرم کے آخر پر کالج چھوڑ دے گا۔ لیکن یہ امر والدین یا سرپرستوں کی مرضی پر ہوگا کہ وہ طالب علم اس عرصہ تک کالج میں رکھیں۔ کہ اسے آر۔ آئی ایم سی کا ڈپلومہ۔ حاصل کرنے کا ایک اور موقع مل جائے۔ اس امر کے متعلق کہ طالب علم کس وقت ڈپلومہ حاصل کرے۔ کالج کے پرنسپل کا فیصلہ نافذ ہوگا۔ ڈپلومہ کے امتحان میں شامل ہونے کے بعد بھی طالب علم کے والدین اسے کالج میں رکھ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ اٹھارہ سو روپیہ سالانہ دینیات منجور کریں۔ یہ رقم اس وقت سے واجب الادا ہوگی جب سے ان کا امتحان کے بعد کالج میں دوبارہ داخل ہو فیصلوں کا یہ اضافہ شدہ معیار جملہ صورتوں پر عائد ہوگا۔ خواہ طالب علم کسی ہندوستانی افسر کا لڑکا ہو یا نہ۔

مزدوری ہے کہ جملہ درخواستیں اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر کی وساطت سے جس میں امیدوار عام طور پر قیامت رکھتا ہو۔ پیش کی جائیں۔ ڈپٹی کمشنر ضلع سے درخواست کا صحیح فارم اور داخلہ کے متعلق مزید معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

موجودہ اسامیوں کے لئے مزدوری ہے۔ کہ

ڈپٹی کمشنروں اور کمشنروں کی معرفت تمام درخواستیں صاحب پرائیویٹ سکول ہر ایک تعلیمی جذبہ کماثر انجینئر کے دفتر میں ۱۰ نومبر ۱۹۴۷ء پہنچ جائیں۔ اس تاریخ کے بعد کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائیگا درخواستوں کے ساتھ مندرجہ ذیل تفصیلات شامل ہونی چاہیں

(الف) ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والدین یا سرپرست کے دستخط ہوں۔ اس مضمون کا کہ میں فوجی ملازمت کو درخواست کنندہ کا مستقل پیشہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں (ب) امر کا ثبوت

(ج) جسمانی قابلیت کے متعلق طبی سارٹفیکٹ (د) ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والدین یا سرپرست کے دستخط ہوں۔ اس مضمون کا کہ میں مقررہ فیس دینے کے قابل اور متفرق اخراجات برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔

ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والدین یا سرپرست کے دستخط ہوں اس مضمون کا کہ میرا لڑکا یا دارڈ غیر شادی شدہ ہے اور جب تک وہ کالج میں رہے گا اور جب تک انگلستان کسی کیریئر کالج میں تعلیمی نصاب مکمل کرے گا۔ شادی نہیں کرے گا۔ تمام درخواست کنندگان سے ہر ایک تعلیمی گورڈر بہادر اور ایک مجلس انتخاب بروز مندرجہ بالا ہر ایک گورڈر ہندوستان ہاؤس لاہور میں ملاقات کریں گے دیکھ کر ملاقات چاہئے۔

الفصل۔ فوج کا محکمہ ایک نہایت اہم اور ضروری محکمہ ہے۔ اور مسلمان اپنی فطری شجاعت اور بہادری کی وجہ سے اس عیفہ میں نہایت نمایاں خدمات سر انجام دے چکے ہیں اور نہایت نازک موقعوں پر موجودہ حکومت کی حفاظت کے لئے جانیں قربان کرتے رہے ہیں۔ لیکن جب سے اعلیٰ عہدوں پر ہندوستانیوں کے تقرر کی صورت پیدا ہوئی ہے۔ مسلمانوں کی نسبت غیر مسلم قبضہ کرتے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنی دولت مندی کی وجہ سے حکومت کا متورہ کورس پاس کر رہے ہیں

مسلمان ادھر توجہ نہیں ہوتے وہ لوگ جنہیں خلافتی نے وسعت دی ہے۔ مندرجہ بالا اعلان سے آگاہ ہو کر اپنے بچوں کو فوجی کالج میں داخل کرانے کی پوری کوشش کریں۔ اور جنہوں نے فوجی خدمات سر انجام دی ہیں۔ وہ ان کے ذریعہ اخراجات میں رعایت حاصل کریں۔ اس بارے میں قطعاً غفلت نہیں ہونی چاہئے اور فوجی محکمہ کے اعلیٰ عہدوں کے لئے اپنے بچوں کو تیار کرنے میں پوری سرگرمی دکھانی چاہئے۔

الفضل خاتم النبیین ہمایوت شائع ہوگا

مندرجہ عنوان اطلس فرد فرداً مستمدان جماعت احمدیہ کو پہنچا دی گئی ہے اب ہم ان کی توجہ اور جواب کے منتظر ہیں :-

۱۔ آپ کو کتنے پرچے بھجوائے جائیں

۲۔ وی پی کے جائیں سیاحتیہ ہر فی کاپی منی آرڈر بھجوا رہے ہیں۔

محصول ڈاک یا ریل ہمارے ذمے کوئی کمیشن نہیں دیا جائیگا

وقت بہت کم ہے۔ اس لئے آرڈر جلد سے جلد بھجوا دیں۔ حضرت سرور کائنات

علیہ الصلوٰۃ کی ذات ستودہ صفات سے مسلمانوں کو خصوصاً اہم احمدیوں کو جو محبت و عقیدت سے

اس کے ثبوت میں چند پرچے خریدنا انکی اشاعت میں کوشش کرنا اپنے علم و غیر علم مسلمانوں کو ہدایت و یگانہ کاری

اس سے پہلے سولہ ہزار تک خاتم النبیین نمبر چھپتا رہا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ

اس دفعہ آپ زیادہ سے زیادہ تعداد کیلئے ارشادات پہنچا کر ہمیں ممنون فرمائیں گے

بواپتی صاحبوں کے جواب کا طالب سید فضل قادیان

ڈیوڈ سے ملا اور کتبہ کی ایک اطلاع منظر پر پہنچا۔
 کہ پورٹ آفس کا خزانچی ایک سچے نفسیوں کے ہمراہ امیر علی

سبھی کا چور نشین نے مالی کمی کو پورا کرنے کے لئے شہر میں داخل ہونے والوں کے لئے ایک ٹیکس لگانے کی تجویز حکومت کی منظوری کے لئے پیش کی۔

_____ گول میر کا نفرس کے سلسلہ میں جو کیٹی
برما کے مسئلہ پر غور کرے گی۔ اس کے صدر لارڈ
نقر ہوئے ہیں۔